اقبال اور مانی ایرانی

زیب النساء سرویا

ABSTRACT:

Mani Persian was the founder of manichaeism.This religious system is based on his doctrines.He combined the belief of the two opposing principles govern the universe.According to this system,the world orginated a mixture of light and darkness which represents good and evil.The concept about soul is also very strange.Mani was a writer and a painter also.Creation of Manvi Script is his another effort.Dr Allama Muhammad Iqbal has discussed Mani's life and religion in his Ph.D thesis and in poetry .This article is a successful attempt to present Mani and Manichaeism in Iqbal's Prose and Poetry and his point of view about this religion.

مانویت ایران کا قدیم مذہب رہا ہے۔ یہ بانیٔ مذہب، مانی کے نام سے منسوب ہے۔ مانی نے ساسانی دور (۲۲۶ء......۶۵۲ء) کے بادشاہ شاہ پور اوّل (۲۴۰ء یا ۲۴۱ء تا ۲۷۲ء) کے عہد میں ہمہ گیر شہرت حاصل کی۔ اس نے زرتشت کی طرح ایک نیا مذہب پیش کیا۔ جس نے صدیوں تک نہ صرف مشرق بلکہ مغرب میں بھی بنی نوع انسان کو متاثر کیا۔ (۱)

علامہ اقبال نے مانی اور اس کے مذہب کی تعلیمات کا مختصر خاکہ اپنے تحقیقی مقالہ ''ایران میں فلسفہ مابعد الطبیعات کا ارتقاء'' (The Develpoment Of Metaphysics in Persia) میں پیش کیا ہے، وہ مانی کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "The Half---Persian Mani---"the founder of Godless community" as Christian styled him afterwards---agrees

with those Zoroastrians who had their prophet's doctrine in its naked form, and approaches the question in a spirt thoroughly materialistic. Originally Persian, his father emigrated from Hamdan to Babylonia where Mani was born in 215 or 216 A.D" (۲)

ترجمہ: (مانی جو ایک نیم ایرانی تھا اور جسے عیسائیوں نے بعد میں ''بے خدا گروہ کے بانی کا لقب'' دیا۔ ان زرتشتیوں سے متحد الخیال ہے۔ جو زرتشت کے نظریہ کو اس کی مادی اوراصلی صورت میں تسلیم کرتے تھے۔ اس نے اس سوال سے بالکل مادی نقطۂ نظر سے بحث کی ہے۔ اس کا والد درحقیقت ایرانی تھا لیکن ہمدان سے بابل ہجرت کر گیا تھا۔ جہاں ۲۱۵ء یا ۲۱۶ء میں مانی نے جنم لیا۔)

مانی ایرانی مانوی مذہب کا بانی ہے۔اس کے باپ کا نام فوتق (۳) یا فاتق (۴) یا فتق با بک بن ابو برزام تھا۔ (۵) اس نام کی ایرانی ہیئت شاید پاتا کا ہے۔ (۶) وہ کافر (غیر عیسائی) تھااور مدائن کے بتکدے میں بہ کثرت جاتا تھا۔ لیکن مانی کی پیدائش سے قبل فرقہ مغتد یا مغتسلہ میں شامل ہو گیا تھا۔ وہ اس فرقے کا پیروکار اس وقت بنا، جب بتکدہ میں حاضری کے دوران اس نے تین روز ایک آواز سنی جس میں اسے گوشت کھانے سے منع کیا گیا۔

ابنِ ندیم ''الفہرست'' میں لکھتے ہیں:

طیسفون و بھابیت الاصنام و کان فتق یحضر کما یحضر سائر النّاس فلما کان فی یوم من الایام ہتف بہ من ہیکل بیت الاصنام ہاتف یا فتق لا تاکل لحما ولا تشرب خمرا ولا تنکح بشرا تکرر ذالک علیہ دفعات فی ثلثہ ایام فلما رای فتق ذلک لحق بقوم کانو ا بنواحی دستیمسیان یعرفون بالمغتسلۃ وبیتک النواحی دستمیسان یعرفون بالمغتسلۃ و بیتک النواحی والبطائح بقایا ھم الیٰ وقتنا ہذا و کانوا علی المذھب الذی امر فتق بالدخول فیہ و کانت امراتہ حاملا بمانی فلما و ولدتہ زعموا کانت تری لہ المنامات الحسنۃ۔ (۷)

ترجمہ: (طیسفون میں ایک بت کدہ ہے۔ دوسرے افراد کی طرح فتق بھی اس بت کدہ میں حاضری دیتا تھا۔ اسی زمانہ میں ایک دن اس بتکدہ کے ہیکل میں ایک صدائے ہاتف سنی، جو یہ تھی کہ اے فتق گوشت نہ کھاؤ اور نہ شراب پیو اور نہ کسی سے نکاح کرو۔ یہ آواز مسلسل تین روز آتی رہی ۔ پس یہ صورتِ حال دیکھ کر فتق نواحی دستمیسان میں فرقہ مغتسلہ سے منسلک ہو گیا۔ کیونکہ یہ فرقہ اسی عقیدہ کا پیروکار تھا، جس کا حکم اسے دیا گیا تھا۔ (گوشت کھانا اور شراب پینا اس فرقہ میں ممنوع تھا۔ ان دنوں اس کی بیوی مانی کے حمل سے تھی اور مانی کی پیدائش کے بعد بھی وہ اچھے اچھے خواب دیکھتی تھی۔)

مانی کی والدہ مریم اشکانی خاندان کی شہزادی تھی۔(۸) خواب کے علاوہ وہ حالتِ بیداری میں بھی دیکھتی کہ

کوئی شخص مانی کو پکڑ کر آسمان کی طرف اڑائے لے جا رہا ہے اور پھر واپس لے آتا ہے۔ بسا اوقات مانی دو دو دن واپس نہ لوٹا کرتا تھا۔ (۹)

مانی پیدائشی طور پر ایک ٹانگ سے لنگڑا تھا۔ اس کے باپ نے اسے اپنے عقائد کی تعلیم دی۔ ان عقائد کی رو سے گوشت خوری اور مے خواری ممنوع تھی۔ لہٰذا اس نے دونوں سے مانی کو دور رکھا۔ لیکن مانی نے عیسائیت ، یہودیت اور زرتشتی مذہب کا مطالعہ کرنے کے بعد فرقہ مغتسلہ کے عقائد کو ترک کر دیا۔ (۱۰) اس نے خود کو بہ طور پیغمبر پیش کیا۔ ابنِ ندیم لکھتے ہیں:

''فلماتم له اثنتا عشرة سنة اتاه الوحی علی قوله من ملک جنان النور وهوالله تعالیٰ عما یقوله وکان الملک الذی جاء بالوحی یسمی التوم...... فقال له اعتزله هذه الملة......فلما تم له اربع وعشرون سنة اتاه التوم فقال قد حان لک ان تخرج فتنادی بامرک (۱۱)

ترجمہ: (پس جب بارہ سال کا ہوا تو اس پر وحی نازل ہوئی اور یہ وحی ملک جنان النور یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ اور جو فرشتہ اس کے پاس وحی لایا اس کا نام توم تھا۔۔۔۔ اس نے کہا تم اس ملت سے کنارہ کش ہو جاؤ۔۔۔ چوبیس سال کی عمر میں اس کے پاس توم وحی لایا اور حکم دیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ تم نکلو اور دعوت کا اعلان کرو۔)

یعنی مانی پر پہلی وحی ۱۲ سال کی عمر میں اور دوسری ۲۴ سال کی عمر میں نازل ہوئی ۔اس نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا، اس نے کہا کہ میں فارقلیط ہوں جس کے آنے کی حضرت عیسیٰؑ نے گواہی دی ہے۔ اور یہ کہ خدا وقتاً فوقتاً لوگوں کی ہدایت کے لیے پیغمبر بھیجتا رہا ہے۔ بدھ اہلِ ہند کی ہدایت کے لیے مقرر ہوئے۔ زرتشت اہلِ ایران کی ہدایت کے لیے آئے۔ اہلِ مغرب کو حضرت عیسیٰؑ نے راہِ حق دکھائی۔ اب خدا نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے میں اہلِ بابل کی ہدایت کے لیے آیا ہوں۔ توریت کے متعلق اس نے یہ خیال پیش کیا کہ اس کے احکام منسوخ ہو چکے ہیں۔ عیسائیوں کے ساتھ البتہ اس نے تعلق برقرار رکھا اور زرتشتیت کے امتزاج سے نیا مذہب پیش کیا جو اس کے نام کی مناسبت سے ''مانویت'' کہلایا۔ مانویت کا اعلان اس نے شاہ پور اوّل کی تخت نشینی کے موقع پر کیا۔ (۱۲) اس نے شاہ پور کے بھائی پرویز اور پھر شاہ پور کو اپنے مذہب میں داخل کیا۔ (۱۳) شروع میں تو شاہ پور مانی کے عقائد سے متاثر ہوا لیکن دس سال بعد وہ پرانے مذہب مزدا پرستی کی طرف لوٹ گیا اور مانی سے بہت برہم ہوا۔ حتّٰی کہ مانی کو ہجرت کرنا پڑی۔ ایران سے نکل کر وہ مختلف ممالک بالخصوص ہندوستان، تبت، چین اور ترکستان وغیرہ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا رہا۔ (۱۴) جلاوطنی کے دوران اس نے کئی رسالے اور کتب بزبانِ سریانی یا بزبانِ آرامی تحریر کیں۔ اس کی تصانیف تصویروں سے مزّین ہیں اور اپنی جزئیات، باریکی اور نفاست کے حوالے سے اسلامی عہد کی یاد دلاتی ہیں۔ اس نے اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف ''ارژنگ'' یا ''ارتنگ'' کو الہامی قرار دیا۔ اس تصنیف کا مقصد خوبی (روشنی) اور بدی (تاریکی) کو انواع واقسام کی تصاویر کے ذریعے واضح کرنا تھا۔ تاکہ بے علم لوگ بھی خوبی و بدی کا

فرق سمجھ سکیں۔ وہ اس کتاب کو فوق العادت سمجھتا تھا اور اپنی پیغمبری کے ثبوت میں پیش کرتا تھا۔(۱۵)
ایڈورڈ جی براؤن (Edward G.Brown) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

"In Persia where it is generally believed that he produced a picture book called the Arzhang or Artang, to which he appealed (as Muhammad appealed to the Quran) as a proof of his supernatural power and divine mission." (۱۶)

ترجمہ: (ایران میں عموماً یہ تصوّر مروج ہے کہ اس (مانی) نے ایک تصویری کتاب تخلیق کی جسے ارژنگ یا ارتنگ کا نام دیا۔ اس نے ایسے لوگوں کی توجہ حاصل کی (جیسے حضرت محمد (ﷺ) کے قرآن نے)۔ اس نے اس کتاب کو مافوق الفطرت قوّت کے اظہار اور پاکیزہ مقصودِ زندگی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا۔)

آرتھر کرسٹن سین (Arthur Christensen) نے لکھا ہے کہ:

"Suppose quele famaux Ardang etait une copie de i, "Evangile" de Mani, illuslree de miniatures." (۱۷)

ترجمہ: (؛ قیاس ہے کہ مانی کی مشہور اردنگ دراصل اس کی انجیل کا ایک باتصویر نسخہ تھا) (۱۸)

یقیناً ارژنگ کی تصویر کشی و مصوّری اعلیٰ درجے کی ہے۔ اسی وجہ سے مانی کی مصوّری ادب و تاریخِ عالم میں مشہور ہے۔ اس نے اپنے زمانہ میں نہ صرف اس سے شہرت حاصل کی بلکہ اپنے عہد کو بھی متاثر کیا۔ اس نے اس کتاب کو اپنی پیغمبری کا معجزہ قرار دیا اور دین کی تبلیغ کے لیے مصوّری سے استفادہ کرتا رہا۔ اس نے زندگی کے مسائل کو تصاویر میں پیش کیا۔ مقصد ناخواندہ طبقے کو تعلیم دینا اور خواندہ بنانا تھا۔(۱۹) اغلب قیاس ہے کہ مانوی کتب میں تصاویر بنانے کا دستور مانی ہی نے شروع کیا۔(۲۰)

علامہ اقبال نے اپنے کلام میں مانی کا ذکر بطور مصوّر کیا ہے۔ ایک غزل میں گویا ہیں:

کام بلبل نے کیا ہے مانی و بہزاد کا
برگِ گل پر اس نے فوٹو لے لیا صیاد کا (۲۱)

غزل کے علاوہ ایک نظم ’جیہا منہ تئ چپیڑ‘‘ ہے۔ اس نظم میں اقبال نے سعدی نامی شخص کی شاعری پر تند و تیز لہجے میں تنقید کی ہے اور اس کا مذاق اڑایا ہے۔ انھوں نے اس کی بیت کو ’’بیت الخلا‘‘ کے برابر اور شعر خوانی کو خاکروبوں کی پسند اور موت قرار دیا ہے اور طنزاً کہا ہے کہ اگر مشہور مصوّر بہزاد اور مانی اس کی تصویر کشی کرتے تو خوبصورت برش لینے کی بجائے اس کی شخصیت کے مطابق جھاڑو کے تنکے لیتے:

تیلیاں جاروب کی لیتے وہ خامے کے عوض
کھینچتے تصویر گر بہزاد و مانی آپ کی (۲۲)

مذکورہ بالا اشعار سے اقبال کی خاص فکر اجاگر نہیں ہوتی۔ یہ روایتی طرز کے اشعار ہیں لیکن ان سے ہمیں یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ مانی مصوّر تھا۔

قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے کہ مانی کو دیس نکالا دیا گیا تھا۔اس نے جلاوطنی میں سریانی اور پہلوی زبان میں کئی کتب تحریر کیں،جن میں سب سے معروف ''ارژنگ'' ہے۔''پیامِ مشرق'' میں ''مئی باقی'' کی ایک غزل میں اقبال نے مخاطب کو موسمِ بہار کی نوید سنائی ہے اور چمنستان کی تصویر کشی کی ہے۔ کہتے ہیں کہ آؤ! بہار کا موسم آ گیا ہے۔باغ میں چل کر دیکھو! ساقی گل چہرہ باغ میں چنگ بجا رہا ہے اور بادِ بہاری کی بدولت، باغ مانی کی بنائی ہوئی ارژنگ کا جواب نظر آ رہا ہے۔

بیا کہ ساقی گل چہرہ دست برچنگ است

چمن ز باد بہاراں جوابِ ارژنگ است (۲۳)

ترجمہ:(آ کہ ساقی گل چہرہ نے ساز پر ہاتھ رکھا ہے بادِ بہار کے سبب چمن مصوّر مانی کی ارژنگ کا جواب بنا ہوا ہے)

مذکورہ بالا شعر بادی النظر میں بہار یہ منظر کی عکاسی کر رہا ہے لیکن اس سے مانویت کے طریقہ عبادت کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔''ارژنگ'' اور''چنگ'' مانوی مذہب میں خاص اہمیت کے حامل رہے ہیں۔موسیقی اور نغمہ گوئی اس مذہب کا حصّہ تھی۔مانویت کے پیروکار موسیقی کے سنگ نغمے گا کر عبادت کیا کرتے تھے۔(۲۴)

مصوّری کے علاوہ مانوی خط بھی مشہور ہے۔۱۹۰۴ء میں لی کاق نامی محقق نے طرفان (وسط ایشیا) سے بعض مانوی صحائف برآمد کیے۔ یہ ایک خاص خط میں لکھے ہوئے ہیں۔کرسٹن سین نے مانی کے خط کے بارے میں بحوالہ ابولمعالی مصنف (بیان الادیان) لکھا ہے کہ مانی سفید ریشم کے کپڑے پر ایسا باریک خط لکھ سکتا تھا کہ اگر اس کا کپڑے کا ایک تار بھی کھینچ لیا جاتا تو ساری تحریر غائب ہوجاتی۔(۲۵) یہ خط اپنے موجد کے نام پر مانوی کہلاتا ہے۔(۲۶) ابنِ ندیم نے ''الفہرست'' میں لکھا ہے کہ یہ خط سریانی اور فارسی سے مستخرج تھا۔(۲۷)

''تاریخ ایران'' میں لکھا ہے کہ جب شاہ پور وفات پا گیا تو مانوی مذہب کے پیروکاروں نے مانی کو ایران واپس آنے کی دعوت دی جو اس نے قبول کرلی۔ایران لوٹتے ہی پھر اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے لگا۔مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کے دشمن بھی بڑھتے گئے۔ یہودی اور عیسائی اس مذہب کو برا جاننے لگے۔ چنانچہ انھوں نے ردِّ مانویت کے لیے کتب لکھیں۔زرتشتی بھی اس مذہب کو بدعت جاننے لگے۔زرتشتی علماء کے لیے یہ مذہب بہت بڑا چیلنج تھا۔اس لیے کہ مانویت کی اشاعت زرتشتیت کی موت تھی۔لہٰذا زرتشتی علماء نے اس مذہب کے سدِّ باب کے لیے کوئی کسر نہ چھوڑی۔(۲۸) مانی نے بادشاہِ وقت بہرام کے سامنے یہ خیال کرتے ہوئے اپنے عقائد پیش کیے کہ اسے ڈھب پر لانا آسان ہوگا۔لیکن اس نے مانی اور متبعین پر سختیاں شروع کردیں۔مانی نے فرار ہوکر جان بچانے کی کوشش کی لیکن بادشاہ نے عین اس وقت جب کہ وہ جہاز پر سوار ہونے ہی کو تھا، جبراً واپس بلا لیا۔(۲۹)

بہرام نے اپنے موبد موبداں کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ مناظرہ کریں۔ مناظرہ شروع ہوا تو موبداں نے اس سے سوال کیا کہ ''مخلوقِ خدا کے متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے؟'' مانی نے جواب دیا۔ ''مخلوق بدی کا نتیجہ ہے۔ مخلوق کی بدی کے سبب پاک روحوں نے نجس جسم اختیار کر لیے ہیں۔ خدا جسم اور روح کے اختلاف سے متنفر ہے۔ جب یہ دونوں الگ الگ ہو جائیں گے تو آہورا مزدا کی خوشی کا باعث ہوگا'' موبد موبداں نے سوال کیا: آبادی بہتر ہے یا آبادی کی تخریب؟ مانی نے جواب میں کہا کہ ''تخریبِ بدن سے روح کی تعمیر ہوتی ہے۔''

موبد نے پھر سوال کیا ''تم اپنی موت کو کیا سمجھتے ہو۔ اسے تخریب سمجھو گے یا تعمیر؟''

مانی نے جواب دیا ''میں تخریبِ بدن ہی کو بہتر سمجھتا ہوں۔''

موبد بولا۔ ''اگر تخریبِ بدن تمہارے نزدیک بہتر ہے تو تمہیں ہلاک کیوں نہ کر دیا جائے تا کہ تخریبِ بدن سے تمہاری روح کی تعمیر ہو سکے۔'' مانی یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ لیکن بہرام تخریبِ بدن کا انوکھا عقیدہ سن کر برافروختہ ہوا اور کہا یہ شخص مخلوق کو ہلاک کر کے دنیا کی تباہی کو خیر و برکت سمجھتا ہے، اس لیے بہتر ہوگا کہ تخریب کا عمل خود اس کی زندگی پر کیا جائے۔ چنانچہ حکم دیا کہ مانی کو ہلاک کر کے اس کی کھال کھینچ لی جائے۔ اس حکم پر فوراً عمل ہوا۔ پھر اس کی کھال میں بھس بھر کر جندی شاہ پور کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ جس کی نسبت سے یہ ''دروازۂ مانی'' کے نام سے اب تک مشہور ہے۔ بہرام کے حکم سے مانی کے بارہ ہزار پیروؤں کو بھی تہ تیغ کرا دیا گیا۔ (۳۰)

مانی کے قتل کا واقعہ کس سال پیش آیا، اس میں اختلاف ہے۔ محمد مظہر الدین صدیقی نے ''اسلام اور مذاہبِ عالم'' میں مانی کے قتل کا زمانہ متعین کیا ہے۔ ان کے نزدیک بہرام کا دورِ حکومت ۲۷۴ تا ۲۷۷ ہے۔ اسی دور میں مانی قتل ہوا۔ (۳۱) اس وقت مانی کی عمر ساٹھ سال تھی۔ (۳۲)

علامہ اقبال نے غزل کے ایک شعر میں مانی اور اس کے پیروکاروں کے قتل کے واقعہ کو نظم کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

کسی کو قتل کرتے ہیں کسی کی کھال اترتی ہے
یہ اجرت ہے کتابِ عشق کے شیرازہ بندوں کی (۳۳)

اقبال نے مانی کے اندوہناک طریقۂ قتل اور اسکے پیروکاروں کے قتل کو ایک شعر میں سمو کر پیش کیا ہے۔ یہ شعر حاکمانِ وقت کے ظلم و تشدد کی تصویر کشی بھی کرتا ہے اور اس کے دوسرے مصرع میں اقبال نے اپنے مخصوص فلسفہ کی بھی عکاسی کی ہے کہ موقف پر ڈٹ جانے والوں کو مقصد کے لیے جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنا پڑتے ہیں۔ اس نکتہ کی وضاحت انھوں نے اپنے کلام میں کئی مقامات پر کی ہے۔

تاریخ کی کتب میں لکھا ہے کہ مانی کے قتل کے بعد بچے کھچے مانوی خوفزدہ ہو کر مشرق کی طرف بھاگ گئے اور ایشیا اور چین میں مانویت کا پرچار کرتے رہے۔ مانوی مذہب سے متعلق دستیاب تحریروں اور تصویروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب کے پیروکار سنہرے کام کے اچھے نقاش تھے۔ وہ تصویروں میں سونے کا پانی اور برادہ استعمال کرتے تھے۔ (۳۴)

تیسری اور چوتھی صدی عیسوی میں یہ مذہب مغرب، وسط ایشیا و شمالی افریقہ، جنوبی یورپ گال (فرانس) اور

اسپین میں پھیل گیا۔ساتویں صدی سے اس کا اثر زائل ہونے لگا اور تیرہویں صدی میں یہ مکمل طور پر غائب ہوگیا۔(۳۵) چند مذاہب کی ثنویت پرستانہ تکفیر میں آج بھی اس کا اثر جاری وساری دیکھا جاسکتا ہے۔(۳۶)

مانی کے پیروکار ''زندیق'' کہلاتے ہیں۔زندیق دراصل زندیک کا معرب ہے جس کے معنی پہلوی زبان میں اس شخص کے ہیں جوزرتشتیوں کی اوستایا ژند کی تفسیر کرسکتا ہو۔مانوی اپنے عقائد کی تفسیر چونکہ زرتشتی عقائد کے حوالے سے کرتے تھے۔اس لیے انھیں زندیق یا زندیک کہا جاتا تھا۔(۳۷)علامہ اقبال نے ''بالِ جبریل'' کی غزل نمبر11 کے ایک شعر میں ''زندیق'' کی تلمیح برتی ہے،وہ گویا ہیں:

اگر ہو عشق' تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق (۳۸)

(یہاں ایک نقطہ واضح کرنا ضروری ہے کہ پہلے مصرع میں ''کفر'' سے اصطلاحی کفر مراد نہیں ہے بلکہ اس حقیقت کا اظہار ہے کہ ایسے مسلمان کے اسلام کا کیا اعتبار جو مسلمان ہو لیکن عاشق رسولﷺ نہ ہو۔)

اقبال کے اشعار مانی کی حیات کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں جبکہ اپنے پی ایچ۔ڈی کے مقالے میں انھوں نے اس مذہب کا زمانہ متعیّن کیا ہے اور بنیادی فلسفہ پر روشنی ڈالی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ مانی نے جب مانویت کا پرچار شروع کیا تو اس وقت بدھ مت کے مبلغین زرتشت کے وطن (ایران) میں نروان کی تعلیم دے رہے تھے۔بانی مذہب کی جائے پیدائش اور عہد کا ذکر کرنے کے بعد اقبال نے مانویت کے بنیادی نظریہ پر روشنی ڈالی ہے اور اس مذہب کے ماخذات کی بحث کو مستشرقین پر چھوڑ دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"Leaving the discussion of the sources of Mani's religious system to orientalist, we proceed to describe and finally to determine the philosophical value of his doctrine of the origin of the phenomenal universe." (۳۹)

ترجمہ: (اب مانی کے مذہبی نظام کے ماخذوں کی بحث مستشرقین کے لیے چھوڑ کر ہم عالمِ حوادث کے مبدا و منفد کے متعلق بحث کریں گے اور بعد میں اس کی فلسفیانہ قدر و قیمت متعین کریں گے۔)

مانوی مذہب درحقیقت زرتشیت'بدھ مت اور عیسائیت کے عقائد کا مجموعہ ہے۔اقبال نے اس تفصیل سے گریز کیا ہے اور اس مذہب کے نظریہ عالمِ حوادثپر روشنی ڈالی ہے۔انھوں نے مانی کو وارڈ مین کے دیے ہوئے لقب ''صوفی ملحد''(Paganising gnostie) سے یاد کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اس صوفی ملحد نے یہ تعلیم دی ہے کہ چیزوں کی یہ کثرت نور اور ظلمت کی ان ازلی قوتوں کے ملنے سے ظہور میں آئی ہے، جو ایک دوسرے سے جدا اور خود مختار ہیں:

"...... The variety of things springs from the mixture of two eternal Principles ----- Light and Darkness ----- which are Separate from and independent of each other." (۴۰)

ترجمہ: (اشیا کی یہ کثرت روشنی اور تاریکی کی ان ازلی قوتوں کے میل سے ظہور میں آئی ہے، جو ایک دوسرے سے الگ اور آزاد ہیں۔)

اقبال واضح کرتے ہیں کہ مانوی مذہب کے عقیدہ کے مطابق نور اور ظلمت دونوں قدیم اور قائم بالذّات ہیں۔ شروع میں صرف یہی دو جوہر اور ان کے مظاہر موجود تھے۔ تاریکی یا پدرِ عظمت کے پانچ مظاہر ادراک، عقل، فکر، تامل، ارادہ خدائے ظلمت، پھر ان کے ماتحت مزید پانچ عناصر دھواں، برباد کرنے والی آگ، تباہ کرنے والی ہوا، گدلا پانی اور اندھیرا۔ ایسے ہی تاریکی کے عناصر سے جنگ کرنے والے پانچ عناصر صافی ہوائے خوشگوار، روشنی، پانی، اور مادر پاک کرنے والی آگ جس کی زرتشتی ایشا اسپنٹا کی طرح تجسیم کی گئی اور انھیں ہرسپند کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ وہ مانوی مذہب کے تصوّرِ کونیات کے اس پہلو کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The principle of light conneotes ten ideas----- Gentleness, Knowledge, Understanding, Mystery, Insight, Love, Conuiction, Faith, Benevolence and Wisdom. Similarly the Principle of Darkness connotes five eternal ideas......Misliness, Heat, Fire, Venom, Darkness Along with these two primordial principles and connected with each." (۴۱)

ترجمہ: (نور کی قوت میں دس قسم کے تصوّرات شامل کیے گئے ہیں۔ شرافت، علم، فہم، اسرار، بصیرت، محبت، یقین، ایمان، رحم اور حکمت ایسے ہی تاریکی میں بھی پانچ ازلی تصوّرات شامل کیے گئے ہیں۔ تاریکی، تپش، آگ، حسد اور ظلمت۔ مانی مانتا ہے کہ ان اساسی قوتوں کے ساتھ ساتھ اور ان سے ملحق ارض و مکان شروع سے موجود ہیں اور ان میں سے ہر ایک بالترتیب علم، فہم، آگاہی کے راز، سانس، ہوا، پانی، روشنی اور آگ کے تصوّرات شامل ہیں۔)

اقبال نے بیان کیا ہے کہ تاریکی جو کہ فطرت کی نسائی طاقت ہے، میں شر کے عناصر پوشیدہ تھے اور رفتہ رفتہ یہ بکھر گئے۔ اسی سے وہ بدشکل شیطان وجود میں آیا، جسے فعلیت کی قوت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ پہلا لڑکا تاریکی کے رحمِ آتشیں سے پیدا ہوا تھا۔ اس نے نور کے بادشاہ کی سلطنت پر حملہ کیا۔ اس نے اس حملہ سے بچاؤ کے لیے آدمِ اوّل (کیومرث) کو جنم دیا۔ ان دونوں میں سخت لڑائی شروع ہوگئی اور آخر کار آدمِ اوّل شکست کھا گیا۔ اس کے بعد اس شیطان نے ظلمت کے پانچ عناصر کو نور کے پانچ عناصر سے باہم ملایا اور متحد کیا پھر نور کی مملکت کے حکمران نے اپنے کچھ فرشتوں کو حکم دیا کہ ان مخلوط عناصر سے کائنات بنائیں تا کہ نور کے ذرات اپنی قید سے آزادی پالیں۔

اقبال نے نور کے ظلمت پر حملہ کی وجہ بھی بیان کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مانوی فلسفہ مذہب کے مطابق اس کا سبب یہ ہے کہ نور کی طبع میں چونکہ خیر ہے، اس لیے وہ امتزاج اور اتصال کے عمل کو شروع نہ کر سکتا تھا جو حقیقت میں اسی کے لیے نقصان دہ تھا۔

اقبال مزید واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نور کے قید شدہ ذرّات مسلسل تاریکی سے آزاد کیے جا رہے ہیں۔ اور انھیں گہری خندق میں پھینکا جا رہا ہے جو کائنات کے اردگرد موجود ہے۔ آزادی پانے والا نور سورج اور چاند میں چلا جاتا ہے۔ جہاں سے فرشتے اسے نوری دنیا میں لے جاتے ہیں جو جنت کے بادشاہ کی پدری قیام گاہ ہے۔

مانویت کے تصوّرِ تخلیقِ کائنات پر روشنی ڈالنے کے بعد اقبال کہتے ہیں کہ مانویت زرتشت کے تخلیقی عوامل کے پیش کردہ مفروضہ کو مسترد کرتی ہے۔ یہ مذہب کائنات کی ابتدا مادی نقطۂ نظر سے کر کے اسے دو مستقل ازلی قوّتوں سے منسوب کرتا ہے جس میں ظلمت کائنات کا ایک جزو ہے بلکہ یہ ایسا مبدا ہے جس میں فعلیت سوئی رہتی ہے اور مناسب موقع پر ظہور پذیر ہوتی ہے۔

اقبال کہتے ہیں کہ مانوی مذہب کے تصوّرِ کونیات کا بنیادی خیال ہندی مفکرِ اعظم کپیلا کے تصور سے عجیب مشابہت رکھتا ہے۔ اُس نے عالم کی توجیہہ تین ''گنوں'' کے مفروضہ سے کی تھی نیکی، ظلمت اور حرکت یا جذبہ، جب مادہ اولیٰ (پراکرتی) کے توازن میں بگاڑ جنم لیتا ہے تو اس کے آپس کے ملاپ سے فطرت بنتی ہے۔ مسئلہ کثرت کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔ ویدانتیوں نے مایا کی پراسرار طاقت کے مفروضہ سے اسے حل کیا تھا۔ اس کے بعد لائبنز نے تماثل غیر ممیّزات کے نظریہ سے اس کی وضاحت کی اور توجیہات پیش کیں۔ (۴۲)

اقبال کی مانویت کے تصوّرِ کونیات کے بنیادی تصوّر کی کپیلا کے تصوّر سے مشابہت حقائق کی بنیاد پر ہے۔ ہندو فکر میں بھی دنیا کو مجموعہ شر کہا گیا ہے جیسا کہ میکش اکبر آبادی لکھتے ہیں:

> ''مانی کا یہ تصوّر کہ دنیا مجموعہ شر ہے۔ ہندی نظاماتِ فکر اور عیسائی عقائد اور مانی کے مذہب کا مشترک اصول ہے۔ نور کے آفتاب اور ماہتاب میں چلے جانے کا تصوّر ہندی فلاسفہ کے اِس خیال سے متفق ہے جہاں کہا گیا ہے کہ ارواح چاند میں چلی جاتی ہیں'' (۴۳)

اقبال نے مانوی مذہب کے فلسفۂ فطرت اور چینیوں کے نظریۂ تخلیق کا مختصر موازنہ کیا ہے۔ چینیوں کے نزدیک موجودات، ان اور 'یان' کے اتحاد کا نتیجہ ہیں۔ لیکن چینیوں نے ان دونوں قوتوں کو ایک اعلیٰ وحدت ''ٹائی کیہہ'' کی وحدت میں پیش کر دیا۔ اقبال کے خیال میں مانی کے لیے ایسی تحویل ممکن نہ تھی۔ کیونکہ وہ اس بات کو نہ سمجھ سکا کہ متضاد نوعیت کی چیزیں بھی ایک ہی قوّت سے صادر ہو سکتی ہیں۔ اس موازنہ کے بعد اقبال نے تھامس کوئنس کی مانوی فلسفہ پر کی جانے والی تنقید بیان کی ہے، وہ مذکورہ بالا مقالہ میں لکھتے ہیں:

> (a) "What all things seek even a principle of evil would seek but all things seek their ownself preservation.

:.Even a principle of evil would seek its own self-preservation.

(b) What all things seek is good. But self-preservation is what all things seek.

:.Self preservation is good. But a principle of evil would seek its oun self preservation

:.A principle of evil would seek some good ...... which show that it is self contradictory." (۴۴)

ترجمہ: (تمام چیزوں کو جس بات کی تلاش ہے قوّتِ شر کو بھی اسی کی تلاش ہے۔لیکن تمام اشیاء ذات کی حفاظت کی تلاش میں ہیں۔

(ب) تمام چیزیں جس بات کی متلاشی ہیں،وہ بھلائی ہے۔ ذات کی حفاظت ہی کو تمام چیزوں کی تلاش ہے۔ذات کی حفاظت بھلائی ہے۔

لیکن قوّتِ شر خود اپنی ذات کی حفاظت کو ڈھونڈے گی۔

قوّتِ شر کسی بھلائی کو ڈھونڈے گی جس سے پتہ چلتا ہے کہ متناقص بالذات ہے۔)

اقبال نے تھامس اکوئنس کے حوالے سے مانویت کے ابتدائی عوامل پر تنقید کو پیش کیا ہے۔گویا ان کا نقطہ نظر بھی یہی ہے۔

کائنات میں ہر طرف نظر آنے والی کثرت کے مسئلہ پر مختلف فلاسفر اور ان گنت مفکرین نے اپنے اپنے زمانے میں کئی نظریات پیش کیے ہیں۔مثلاً ہندو ویدانت پرست کپیلا نے ''مایا'' کی پراسرار طاقت کا نظریہ پیش کیا اور کافی عرصہ بعد لبنز (LEIBNIZ) نے اپنی غیر متمیّز اشیاء کی مطابقت کے ذریعے سے کثرتِ اشیاء کی وضاحت کی۔فلسفیانہ افکار کے تاریخی ارتقاء میں مانی کی تصوّرِ کائنات کی توجیہات طفلانہ ہیں۔لیکن اقبال اسے فلسفیانہ تصوّرات کی تاریخی نشوونما میں کچھ نہ کچھ مقام دینے پر مصر ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ شاید مانی کے تصوّر کی فلسفیانہ قدر و قیمت کم ہو لیکن ایک امر بالکل واضح ہے کہ اس نے کائنات کی ساری سرگرمی اور ہما ہمی کو شیطان کی عمل پرستی کا لازمی نتیجہ قرا دیا ہے۔ چونکہ وہ دنیا کو ترک کرنے کا درس دیتا ہے۔اس لیے وجودِ کائنات کو شر سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ جب کوئی انسان رہبانیت کا مبلغ بن جائے تو پھر وہ دنیا اور دنیا کی زندگی کو شر قرار نہ دے تو اور کیا کرے۔ دنیا کو خراب اور برا متصوّر کرنے کے بعد ہی انسان تارک الدنیا بنتا ہے۔ مانی اور شوپنہار کے فکری نتائج ایک جیسے ہیں مگر انھوں نے تقریباً مختلف اسالیب اور طریقے اختیار کیے۔ اس کے بعد اقبال نے مانی کے افکار پر بحث کو ختم کرتے ہوئے مانی کو پہلا شخص قرار دیا ہے جس نے کہا ہے کہ کائنات کا وجود شیطانی سرگرمی کی وجہ سے ہے،وہ لکھتے ہیں:

"Mani was the first to venture the suggestion that the

universle is due to the activity of the Devil, and hence essentially evil ------ a proposition which seems to me to be the only logical justification of a system which preaches renunciation as the guiding principle of life." (۴۵)

ترجمہ: (مانی پہلا شخص تھا جس نے اس بات کی طرف جرأت مندی سے اشارہ کیا کہ کائنات شیطان کی فعلیت کا نتیجہ ہے اور اسی لیے شر اس کے مایہ خمیر میں ہے۔ یہ قضیہ مجھ کو اس نظامِ فلسفہ کا منطقی جواز معلوم ہوتا ہے جس کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا کو ترک کرنا زندگی کا رہنما اصول ہے۔)

اقبال مانی کے شیطان کے متعلق تصور کو جرأت مندانہ قدم قرار دیتے ہیں لیکن ترکِ دنیا کا اصول انھیں پسند نہیں۔ اس کا سبب اغلباً یہ ہے کہ اسلام ترکِ دنیا کی نفی کرتا ہے۔علی رضا طاہر اپنے تحقیقی مقالہ ''اقبال اور فلسفہ ایران'' میں لکھتے ہیں:

> ''اقبال نے مانی کے ہاں رہبانیت، نور کی انفعالیت اور ظلمت کی جارحیت اور اس کے نظام میں شیطان کے کردار کو بہتر انداز میں پیش کیا ہے۔'' (۴۶)

پروفیسر محمد خالد اقبال مانوی مذہب کے تصوّرِ شر کے متعلق استخراجی نتیجہ کو درست قرار دیتے ہیں، وہ **اقبال کا خصوصی مطالعہ** میں رقم طراز ہیں:

> ''مانی پر تبصرہ کرتے ہوئے اقبال نے یہ بالکل ٹھیک نتیجہ اخذ کیا کہ شیطان کا فاعلانہ تصوّر بڑی حد تک مانی کی تعلیمات کی پیداوار ہے۔ اس تصوّر کا اثر مغرب کی روحانی شاعری اور ماقبل کی روحانی شاعری پر بھی گہرا پڑا اور اقبال کے تصوّرِ شیطان پر بھی اس کے اثر سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔'' (۴۷)

مثال کے لیے'' بالِ جبریل'' کی نظم ''جبریل و ابلیس'' ہی لیجئے۔ یہ نظم دلچسپ مکالمہ کی شکل میں ہے۔ جس میں جبریل اپنے ہمدمِ دیرینہ، شیطان سے دوستانہ لہجے میں جہانِ رنگ و بو کا حال دریافت کرتا ہے۔ اس کے جواب میں شیطان بتاتا ہے کہ جہان سوز و ساز اور درد و جستجو سے عبارت ہے۔ دورانِ گفتگو جبریل شیطان کو اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور ذاتِ باری تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے پر اُکساتے ہیں۔ شیطان جواباً کہتا ہے کہ اب یہ ممکن نہیں کیونکہ کائنات میری جرأت سے ہی وجود میں آئی ہے۔میری بدولت ہی قصۂ آدم میں رنگینی پیدا ہوئی ورنہ یہ ایک بے روح داستان تھی۔ابلیس کا جواب دیکھیے، کیا اندازِ بیان ہے:

ہے میری جرات سے مشتِ خاک میں ذوقِ نمو
مرے فتنے جامۂ عقل و خرد کا تار و پو

دیکھتا ہے تو فقط ساحل سے رزمِ خیر و شر
کون طوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے، میں کہ تو؟
خضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا، جو بہ جو
گر کبھی خلوت میسر ہو تو پوچھ اللہ سے
قصۂ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو
میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تو فقط اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو (۴۸)

اس نظم میں اقبال نے ابلیس کی فعالیت کا اظہار اسی کی زبان سے کروایا ہے اور بقول ڈاکٹر عبدالمغنی ''یہاں ابلیس صرف ابلیس کے روپ میں نہیں بل کہ ایک ماہرِ نفسیات اور ایک فلسفی کی حیثیتوں کا مجموعہ بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہ غضب کی شاعری اور معرکے کی فلسفہ طرازی ہے،ساتھ ہی زبردست خطابت بھی ۔ چند الفاظ میں کائنات کی علامتِ شر کے آفاقی کردار کی ایک موثر نقش گری کی ہے''۔ (۴۹)

لیکن اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے کہ اقبال نے شیطان کے متحرک ہونے کا تصوّر مانویت سے لیا ہے ۔اس لیے کہ شیطان کا متحرک ہونا قرآن سے بھی ثابت ہے۔المختصر یہ کہ اقبال نے مانوی مذہب اور اس کے بانی کا ذکر نظم میں چند مقامات پر ہی کیا ہے۔ بالخصوص اپنے پی ایچ ۔ڈی کے مقالہ میں انھوں نے مانویت کے مبدا و مآ خذ سے صرفِ نظر کیا ہے۔ اس اختصار کا اقبال کو خود بھی احساس تھا، جس کا اظہار اُنھوں نے ایک خط میں بھی کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''ایران کے فلسفہ پر میں نے ایک کتاب لکھی تھی۔محض ایک خاکہ تھا۔
جسے بعد میں پر کرنے کا مقصد تھا مگر وقت نے مساعدت نہ کی۔''(۵۰)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اقبال اس مذہب پر پھر مفصّل نہ لکھ سکے لیکن اس مذہب کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس مذہب میں ظلمت اور نور کے فلسفہ کو ہی مرکزی حیثیت حاصل ہے ،انھوں نے اختصار سے اس کی خوب عکاسی کی ہے اور مذہب کے بعض پہلوؤں کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے۔ اگرچہ اقبال نے مانویت کے فلسفۂ تخلیقِ کائنات کے متعلق معلومات ثانوی منابع سے حاصل کی ہیں(کیونکہ یہ مذہب اب دنیا سے ناپید ہو چکا ہے)لیکن یہ مستند ہیں۔معروف و مستند کتب' انسائیکلو پیڈیا امریکانا ، دائرہ معارف اسلامیہ اردو وغیرہ میں بھی یہی معلومات میسر ہیں اور اقبال نے بھی اسی نوع کے منابع پر انحصار کیا ہے۔ یہ مذہب ایرانی الاصل ہے۔اقبال نے یورپ میں رہ کر تحقیق کی، اس کے باوجود انھوں نے اس مذہب کے بنیادی عقائد کی مکمل تصویر کشی کی ہے۔ رہا معاملہ مانویت کی تعلیمات کا تو وہ کسی حوالے سے فکرِ اقبال پر اثر انداز نہیں ہوئیں۔ اغلباً اس کا سبب یہ بھی ہے کہ مانویت دنیا کو مذموم متصوّر کرتے ہوئے اس سے کنارہ کشی یعنی رہبانیت کی تعلیم دیتی ہے۔جبکہ اقبال دنیا کو کارگہِ

عمل قرار دے کر انسان کو ہر وقت مصروفِ عمل رہنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ پھر یہ مذہب توحید کے تصوّر سے خالی ہے۔ اِس لیے اس کی تعلیمات اقبال جیسے موحد کے ذہن پر کسی بھی نوع کے مستقل اثرات مرتسم کرنے سے قاصر رہیں۔ہاں آخر میں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ نظم ونثر میں موجود حقائق کو یکجا کرنے سے اس مذہب کی بنیادی تعلیمات اور مانی کی زندگی کے اہم واقعات سے ہم مکمل آگاہی حاصل کر لیتے ہیں۔

حوالہ جات:

(۱) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر مرزا، تاریخِ ایران،جلد اوّل مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۷ء،ص۳۵۲

(2) Muhammad Iqbal, Dr Allama, The Development of Metaphysics in persia Bazam-i- Iqbal Lahore III Edition, 1964, P: 11,12.

(۳) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر مرزا، ادب نامہ ایران، یونیورسٹی بک ڈپو،س۔ن،ص:۳۵۷

(۴) ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر، ایران جانِ پاکستان،مجلسِ ترقی ادب، لاہور،۲۰۱۲ء،ص: ۳۰۵

(۵) الابن ندیم، الفہرست (عربی) مکتبہ خیاط، بیروت، لبنان،۱۹۶۴،ص: ۳۲۸

(۶) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر مرزا، ادب نامہ ایران،ص: ۳۵۷

(۷) الابن ندیم، الفہرست (عربی) مکتبہ خیاط، بیروت، لبنان،۱۹۶۴،ص: ۳۲۸

(۸) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر مرزا، ادب نامہ ایران، جلد اوّل،ص: ۳۵۷

(۹) الابن ندیم، الفہرست، (عربی) ص: ۳۲۸

(۱۰) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر مرزا، تاریخِ ایران، جلد اوّل،ص:۳۵۷

(۱۱) الابن ندیم، الفہرست (عربی)،ص: ۳۲۸

(۱۲) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر مرزا، تاریخِ ایران، جلد اوّل،ص۳۵۸

(۱۳) ناصری، مہدی حسین (مرتب) صنادیدِ عجم، رائے صاحب لالہ رام دیال اگروالہ بک سیلرز ،۱۹۵۷ء، کٹرہ الہ آباد، ص:۲۹

(۱۴) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر مرزا، تاریخِ ایران، جلد اوّل،ص۳۵۸

(۱۵) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر مرزا، ادب نامہ ایران،ص:۳۶۱،۳۶۲

(16) Brown, Edward.G, ***A Literary History of Persia*** vol: 1, Cambridge university press, 1964, P: 166.

(17) Christensen, Arthur, ***L'IRAN Sous Les Sassanide***, (French) Levin & Munksgaard CopenHague 1936, P: 200.

(۱۸) محمد اقبال، ڈاکٹر (مترجم) ایران بعہدِ ساسانیان، انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی، ۱۹۴۱،ص: ۲۶۸

(۱۹) ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر، ایران جانِ پاکستان، ص:۳۰۶
(۲۰) محمد اقبال، ڈاکٹر، (مترجم) ایران بعہدِ سا سانیان، ۱۹۴۱، ص:۲۶۴
(۲۱) صابر کلوروی، ڈاکٹر (مرتب) کلیاتِ باقیاتِ اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۴ء، ص ۲۳۹
(۲۲) ایضاً، ص:۲۹
(۲۳) محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق، کلیاتِ اقبال (فارسی)، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۰، ص ۳۲۱
(۲۴) ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر، ایران جانِ پاکستان، ص:۳۰۷
(۲۵) محمد اقبال، ڈاکٹر (مترجم) ایران بعہدِ سا سانیان، ص:۲۶۴
(۲۶) نیاز فتح پوری، علامہ، خدا اور تصوّرِ خدا، آواز اشاعت گھر، لاہور، ص:۱۷۰
(۲۷) الابن ندیم، الفہرست، عربی، ص:۳۲۸
(۲۸) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر مرزا، تاریخِ ایران، جلد اوّل، ص:۳۶۱
(۲۹) ڈار، بشیر احمد، حکمائے قدیم کا فلسفہ اخلاق، ص ۱۹۸
(۳۰) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر مرزا، تاریخِ ایران، جلد اوّل، ص:۳۵۹
(۳۱) محمد مظہر الدین صدیقی، اسلام اور مذاہبِ عالم ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۹، ص:۵۰
(۳۲) مبلغی آبادانی، عبداللہ، ادیان و مذاہب جہاں (فارسی)، جلد دوم، بہاء دورہ سہ جلدی تومان، ۲۸۰۰، ص ۴۵۴
(۳۳) صابر کلوروی، ڈاکٹر (مرتب)، کلیاتِ باقیاتِ اقبال، ص: ۲۷۰
(۳۴) ناصری، مہدی حسن (مرتب) صنادیدِ عجم، ص،۹۳
(۳۵) نیاز فتح پوری، علامہ، خدا اور تصوّرِ خدا، ص:۱۷۰
(۳۶) یاسر جواد، عالمی انسائیکلوپیڈیا، جلد دوم، الفیصل، لاہور ۲۰۰۹، ص:۱۸۹۰
(۳۷) ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر، ایران جانِ پاکستان، ص:۳۰۷
(۳۸) محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص:۳۷۰

(39) Muhammad Iqbal,Dr Allama, ***The Development of Metaphysics in Persia***: P: 12

(40) Abid

(41) Muhammad Iqbal,Dr Allama, ***The Development of Metaphysics in Persia***, P: 13,14

(42) Abid

۴۳۔ میکش اکبر آبادی، نقدِ اقبال، مکتبہ جامعہ نئی دہلی، طبع دوم، ۱۹۶۴ء، ص:۲۱۴، ۲۱۵

(44) Muhammad Iqbal,Dr Allama, ***The Development of Metaphysics in Persia***, P: 15.

(45) Abid

(۴۶) علی رضا طاہر، اقبال اور فلسفہ ایران (غیر مطبوعہ، مقالہ برائے پی ایچ-ڈی)، شعبہ فلسفہ، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۵،ص:۴۲

(۴۷) محمد خالد، پروفیسر،ـــــاقبال کا خصوصی مطالعہ، علمی کتاب خانہ، لاہور، س۔ن،ص: ۲۵۷

(۴۸) محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل،ص: ۴۷۵

(۴۹) عبدالمغنی، ڈاکٹر، اقبال کا نظام فن، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۵،ص:۳۰۶

(۵۰) ہاشمی عبداللہ شاہ، مکاتیبِ اقبال بنام نیاز الدین، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۶ء،ص۵۰